از: سید نور الدین شریعتمدار جزائری

نہج البلاغہ میں نبوی تبلیغ کی راہ وروش

اس مقالے کا مقصد نہج البلاغہ کی روشنی میں دین کی تبلیغ میں پیغمبر اسلام ؐ کی ارشادی سیرت اور تبلیغی راہ وروش کا تجزیہ ہے۔ در حقیقت انسان کی تعلیم و تربیت میں کامیاب اور کار آمد تبلیغ نمایاں کردار ادا کرتی ہے جس کا اس مقالہ میں مکمل تجزیہ پیش کیا جائے گا۔ اس مختصر مقالہ کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(۱) نہج البلاغہ میں پیغمبر ؐ کی تبلیغی سیرت وروش

(۲) کامیاب اور کار آمد تبلیغ

در حقیقت مقالہ کا دوسرا حصہ پہلے حصے میں کی جانے والی بحث کا نتیجہ و نچوڑ ہے۔ پس پہلے مرحلے میں پیغمبر کی تبلیغی روش کے قالب میں مختلف تبلیغی کارناموں کو پیش کر دیا گیا ہے اور اس کے بعد مفید و کارساز روش کا اجمالی تذکرہ کیا گیا ہے۔

نہج البلاغہ میں نبوی تبلیغ کی روش:

کارساز اور کامیاب تبلیغ پیغمبر خدا ؐ کی تبلیغ ہے کیونکہ ان کی راہ وروش اور سیرت طیبہ تمام انسانوں کے لئے اسوہ و نمونہ شمار کی جاتی ہے چنانچہ قرآن مجید میں خداوند عالم کا ارشاد ہوتا ہے۔ "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ"۔ یعنی در حقیقت تم لوگوں کے لئے پیغمبر اکرم ؐ کی ذات میں

ایک اچھا اسوہ و نمونہ عمل موجود ہے۔ پس نہج البلاغہ میں رسول خدا کی تبلیغ کی نوعیت و کیفیت کی وضاحت کے سلسلے میں جو چیزیں اہم اور لازمی تھیں، انھیں پیش کر دیا گیا ہے لیکن اس حقیقت کا اعتراف لازمی معلوم ہوتا ہے کہ اس اہم کتاب میں جو کچھ کہا گیا ہے اس کی مکمل وضاحت ہم لوگوں کی سمجھ سے بہت بالاتر ہے کیونکہ امیر المومنین کے بیانات میں سے جو چیزیں ہم لوگوں کو دستیاب ہیں وہ بہت کم ہیں۔

تبلیغ کا مقصد:۔

ہر چیز کی قدر و قیمت اس کے مقصد کی قدر و قیمت سے ہوا کرتی ہے۔ مقصد کی عظمت کو نگاہ میں رکھتے ہوئے کام کی قدر و قیمت میں کمی و زیادتی پیدا ہوتی ہے۔ دوسری چیزوں کی طرح تبلیغ کا بھی کوئی مقصد ہونا چاہیے اور یہ مقصد مادی مفاد و مصالح سے بلند و بالاتر ہونا چاہیے اور صرف فنا ہو جانے والی متاع و دنیوی کے دائرہ میں محدود نہ رہنا چاہیے۔ نہج البلاغہ میں تبلیغ نبوی کے مختلف مقاصد بیان کئے گئے ہیں۔ ان میں سے کچھ مقاصد بطور نمونہ پیش کئے جا رہے ہیں۔

ا۔ جہالت و نادانی سے نجات اور روح کی ایجاد:۔ حضرت علیؑ نے ارشاد فرمایا۔ "الیٰ عن ..... من جھالة "۔ یعنی خداوند عالم نے حضرت محمدؐ کو اس دنیا میں اس لئے بھیجا کہ اس نے لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے پیغمبر بھیجنے کا جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کردے، پیغمبر کو درجہ کمال عطا کردے اور اس نے اپنے بارے میں پیغمبروں کے ساتھ جو پیغام ارسال فرمایا تھا اس کی اپنی واضح علامتوں اور اپنی کرامتوں کے ذریعہ ظاہر و نمایاں کردے۔

اور اس زمانے میں لوگ مختلف مطالبات اور طرح طرح کی رہ و روش کے حامل تھے۔ ان میں سے بعض افراد کائنات کے خالق کو اس کی مخلوق کی طرح جانتے تھے اور بعض جماعتوں نے اس معبود حقیقی سے روگردانی اختیار کرتے ہوئے اس کی جگہ دوسرے کو اپنا خالق مان لیا تھا۔ ان حالات میں خداوند عالم نے پیغمبر کو بھیجا تاکہ وہ ان لوگوں کو گمراہی سے نکال کر ہدایت کی طرف لے جائے اور جہالت و نادانی سے انھیں نجات فراہم کردے۔ ؎

اس خطبہ میں نبوی تبلیغ کا مقصد اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ اپنے وعدہ کو وفا کرنا، نبوت کو درجہ کمال عطا کرنا، گمراہی سے لوگوں کی ہدایت کرنا، لوگوں کو جہالت اور نادانی سے نجات عطا کرنا اور مختلف اغراض و مقاصد اور افکار و عقائد کی حامل جماعتوں میں وحدت کی روح پھونکنا۔ یہ مقاصد در حقیقت انسانی تصور میں آنے والی گرانقدر اور عظیم ترین چیز کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لوگوں کے درمیان انتشار و پراگندگی اور ان کے پست و حقیر مقاصد کا ذکر تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہے۔ بعض لوگ گھوڑے اور بعض اونٹ کی پرستش کیا کرتے تھے۔ کچھ لوگ مٹی کو جمع کر کے اس کو دودھ میں ڈال دیتے تھے اور پھر اس کے ارد گرد طواف بھی کرتے تھے۔ انہیں سے بعض لوگ سفید پتھر کی پوجا کرتے تھے۔ یہودیوں نے عزیز کو اور عیسائیوں نے حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا بنا رکھا تھا۔ انہیں سے بعض لوگ دہریہ مذہب کے پیرو تھے اور یہ کہتے تھے کہ اس دنیوی زندگی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ بعض بت پرست اور بعض عقیدہ تناسخ کے حامل تھے۔ جب پیغمبر نے ان لوگوں کو خدائے واحد کی عبادت کی دعوت دی تو وہ لوگ یہ کہنے لگے کہ ۳۶۰ خداؤں کو چھوڑ کر صرف ایک خدا کو کیسے قبول کر لیں ؟۔

ایک دن پانچ جماعتیں پیغمبرؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں کہ ان سے مباحثہ و گفتگو کریں۔ یہودیوں، عیسائیوں، دھریوں، ثنویوں عرب اور مشرکوں نے اپنے نمائندوں کو پیغمبر کی خدمت میں بھیجا تھا۔

یہودیوں نے کہا "ہم عزیز کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ ہم لوگ تم سے یہ کہنے آئے ہیں کہ تم ہماری بات مان لو کیونکہ ہمارا عقیدہ تمہارے اس دین سے بہتر ہے۔ اگر تم نے ہماری بات قبول نہ کی تو ہم لوگ تمہاری دشمنی پر کمر بستہ ہو جائیں گے"۔ اسی طرح عیسائیوں نے بھی پیغمبر سے فرمایا۔ "ہم عیسیٰ کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ ہم تم سے یہ کہنے آئے ہیں کہ تم ہماری بات مان لو کیونکہ ہمارا عقیدہ تمہارے دین و عقیدہ سے زیادہ بہتر ہے۔ اگر تم لوگوں نے ہماری بات نہ مانی تو ہم لوگ تمہارے دشمن ہو جائیں گے"۔

دھریہ جماعت کے لوگ پیغمبر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ "ہمارا عقیدہ و ایمان ہے کہ دنیا ہمیشہ سے رہی ہے اور ہمیشہ رہے گی اور اس کی کوئی ابتدا یا انتہا نہیں ہے۔ اگر تم ہمارے عقیدہ کو قبول کر لو تو تمھیں اندازہ ہو گا کہ یہ تمارے دین سے بہتر ہے اور اگر تم نے ہماری بات نہ مانی تو

ہملوگ تمہارے دشمن ہو جائیں گے۔

ثنوی جماعت والوں نے کہا کہ روشنی اور تاریکی دنیا کی خالق ہیں اور یہی دنیا کو چلاتی ہیں پس تم میرے اس عقید کو قبول کرلو۔ یہ تمہارے دین سے بہتر ہے۔اگر تم نے ہماری بات نہ تسلیم کی تو ہم لوگ تمہارے دشمن ہو جائیں گے۔

اس کے بعد مشرکین عرب پیغمبر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ بُت ہی خدا خدا ہیں۔اگر تم میری بات قبول کرلو تو تمھیں اندازہ ہو گا کہ ہم لوگوں کا عقیدہ تمہارے دین سے بہتر ہے اور اگر تم نے ہماری بات نہیں قبول کی تو ہم تمہارے دشمن ہو جائیں گے۔

پیغمبرؐ نے ان لوگوں سے کہا کہ میں خدای واحد پر اعتقاد وایمان رکھتا ہوں جس کا کوئی شریک اور مثل نہیں ہے۔ میں اس معبود حقیقی کے علاوہ کسی غیر خدا کی پرستش کو کفر مانتا ہوں۔ خداوند عالم نے مجھ کو بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ میں دنیا میں حجت تمام کرسکوں۔ جو شخص خدا کے دین میں مکر وفریب کرتا ہے تو وہ خود اسی فریب کا شکار ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد آپ نے یہودیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ کیا تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ میں کسی دلیل کے بغیر تمہاری بات تسلیم کرلوں؟

حضرت نے فرمایا کہ تم لوگوں کے پاس اس بات کی کوئی دلیل ہے کہ عزیز خدا کا بیٹا ہے؟

ان لوگوں نے جواب دیتے ہوئے کہا کہ اس کی دلیل یہ ہے کہ انھوں نے بنی اسرائیل کے لئے توراۃ کو زندہ کیا پیغمبر نے فرمایا۔ "اگر تمہاری یہی دلیل ہے تو پھر موسیٰ خدا کے بیٹے کیوں نہیں ہو سکتے کیونکہ توراۃ کو لانے والے وہ ہیں اور وہ الٰہی معجزات کے حامل بھی ہیں اور عزیز مصر کے پاس تو کوئی معجزہ نہیں ہے...... تملوگ عزیز مصر کو جو عہدہ ومرتبہ دے رہے ہو وہ موسیٰؑ کے لئے زیب دیتا ہے کیونکہ بارگاہ خداوندی میں ان کی عزت وکرامت بالاتر رہی ہے"۔

یہودیوں کے پاس پیغمبر کی اس بات کا کوئی جواب نہ تھا لہذا انھوں نے عاجزی کے ساتھ یہ فرمایا کہ ہم لوگ سلسلے میں غور وفکر کریں گے۔

حضرت محمدؐ نے عیسائیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ تم لوگ یہ کہتے ہو کہ حضرت مسیح

علیہ السلام خدا کے بیٹے ہیں اور خدا قدیم ہے۔اس کی کوئی ابتدا یا انتہا نہیں ہے تو کیا خداوند عالم کی طرح حضرت مسیحؑ بھی قدیم ہیں۔اور حضرت مسیحؑ کی طرح خدا بھی حادث ہے؟اگر تم لوگ یہ کہتے ہو کہ خدای قدیم حادث ہو گیا تو یہ بالکل غلط بات ہے کیونکہ قدیم کبھی حادث نہیں ہو گا اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ خدا نے حضرت مسیحؑ کو منتخب کیا اور اس کے ساتھ متحد ہو گیا تو پھر تم یہ کہنے کے لئے مجبور ہو کہ عیسیٰ حادث ہیں اور ان کا انتخاب نیز ان کے ساتھ متحد ہونا بھی حادث ہے لیکن تمہاری اس بات سے اس چیز کی خلاف ورزی ہوتی ہے جس کا تم لوگوں نے شروع میں اعتراف کیا ہے۔

ان لوگوں نے کہا۔"چونکہ خداوند عالم نے حضرت عیسیٰؑ کو معجزے عطا کئے ہیں اس لئے ہم انھیں خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔

پیغمبر نے ان لوگوں سے پوچھا کہ میں نے حضرت موسیٰؑ کے بارے میں یہودیوں سے جو کچھ کہا ہے اسے تم لوگوں نے بھی سنا ہو گا پس خدا کا بیٹا بننے کے لئے موسیٰ سے بہتر کون ہو گا؟اگر خدا کا بیٹا بننے کے لئے کرامت و معجزۂ الٰہی کا ہونا شرط ہے تو پھر موسیٰ کو بھی ان کا بیٹا مان لینا مناسب ہے۔پیغمبر کی یہ بات سن کر وہ لوگ خاموش ہو گئے۔

تھوڑی دیر بعد ان لوگوں میں سے ایک نے کہا،"آپ لوگ حضرت ابراہیمؑ کو خلیل خدا کیوں کہتے ہیں؟ جس طرح آپ لوگ انھیں خلیل خدا کہتے ہیں بالکل اسی طرح ہم لوگ حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔

پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا ۔"خلیل در حقیقت خلت سے اخذ کیا گیا ہے جس کا مطلب ہے فقر و نیاز۔چونکہ حضرت ابراہیمؑ مفلس و نادار اور نیاز مند خدا تھے اور سب لوگوں سے قطع تعلق کر کے فقط خدا کی ذات سے لو لگائے ہوئے تھے اسی وجہ سے انھیں خلیل اللہ کہا گیا۔اگر عیسیٰؑ کو ابراہیمؑ جیسا قیاس کرتے ہوئے انھیں خدا کا بیٹا کہا جا سکتا ہے تو پھر اسی بنیاد تم لوگوں کو موسیٰ کو بھی خدا کا بیٹا مان لینا چاہیے کیونکہ وہ عیسیٰ سے ہر گز کمتر نہیں تھے۔

عیسائی جماعت کے لوگ یہ کہتے ہوئے خاموش ہو گئے کہ "ہملوگ غور و فکر کریں گے"۔

اس کے بعد پیغمبر نے دھریہ،ثنویہ اور عرب مشرکوں کی جماعتوں سے الگ الگ ملاقات و

گفتگو کی۔ ان لوگوں کے خیالات معلوم کئے اور ان کی باتوں کو غور سے سنا اور ان کے ہر سوال کا مدلل جواب دے کر انھیں سکوت اختیار کرنے پر مجبور کر دیا۔ منقول ہے کہ تین روز تک غور و فکر کے بعد اس مناظرہ کے آخر میں وہ لوگ پیغمبر کی خدمت میں دوبارہ حاضر ہوئے اور سب نے اسلام قبول کر لیا۔ ان لوگوں نے پیغمبر سے کہا کہ جیسی دلیل آپ نے پیش کی ویسی دلیل ہم لوگوں کے پاس نہ تھی لہذا ہم لوگ یہ گواہی دیتے ہیں کہ آپ پیغمبر خدا ہیں۔ ۳

اس مناظرہ و گفتگو کے دوران پیغمبر اکرمؐ نے مختلف گروہ و جماعت سے وابستہ اور مختلف افکار و عقائد کے حامل لوگوں کی ہدایت فرماتے ہیں۔ ان لوگوں کو وحدت و ہم آہنگی کی دعوت دیتے ہیں اور تمام لوگوں کو خدائے وحدہ لاشریک کا معتقد بنا دیتے ہیں۔

(۲) شبہات کی وضاحت:- کتاب نہج البلاغہ میں مذکور پیغمبر اکرمؐ کی تبلیغ کے جو مقاصد بیان کئے گئے ہیں انمیں سے ایک اہم مقصد لوگوں میں موجود شبہات کی وضاحت ہے۔ امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔ "واشهد ان محمداً عبده ...... و تخويفا بالمثلات "۔ یعنی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد خدا کے بندے اور اس کے پیغمبر ہیں جن کو خداوند عالم نے ایک واضح دین، معین عقل و دانش، نوشتہ شدہ کتاب، رفعت و بلندی والا روشن و تابناک نور اور واضح حکم کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ لوگوں کے شبہات کو دور کر دیں اور واضح دلیلوں کے ساتھ احتجاج کریں اور الٰہی نشانیوں کے ذریعہ لوگوں کو ڈرائیں"۔ ۴

پیغمبر اکرمؐ اپنی تبلیغ کے دوران لوگوں کے شبہات کو اس طرح دور کر دیا کرتے تھے کہ ان لوگوں کے دل و دماغ میں دین خداوندی کے سلسلے میں کوئی چیز مُبہم اور غیر واضح نہیں رہ جاتی تھی۔ در حقیقت اس سلسلے میں پیغمبر نے اتنی جد و جہد کی کہ خود خداوند عالم نے ارشاد فرمایا کہ دین کی قبولیت کے سلسلے میں جبر و اکراہ نہیں ہے یہاں تک کہ ہدایت کا راستہ گمراہی سے بالکل واضح اور روشن ہو چکا ہے۔

"لااكراه فى الدين قد تبين الرشد من الغى"۔ ۵

راہ ہدایت کی وضاحت اور اس کو گمراہی سے الگ کرنے میں رسول مقبول نے غیر معمولی جدو

جہد سے کام لیا اور اپنی مثالی کوشش کے ذریعہ لوگوں کے شبہات کو پوری طرح دور کر دیا۔ پس لوگوں نے مخصوص عشق، غیر معمولی دلچسپی اور دین خدا کی درستی و صحت کے سلسلے میں خصوصی ایمان و اعتقاد کے ساتھ اس کو قبول کیا۔ خدا کے دین اور اس کی مقدس کتاب کی وضاحت کا یہ عالم تھا کہ سبھی لوگوں اس کی صحت کا اعتراف کیا اور اس کی مثال پیش کرنے سے اپنی عاجزی و ناتوانی کا اعلان و اقرار کر لیا۔ جب خداوند عالم نے ان لوگوں سے قرآن جیسی کتاب پیش کرنے کا مطالبہ کیا تو ان لوگوں نے ایک سورہ بھی پیش کرنے سے اپنی عاجزی و ناتوانی ظاہر کر دی۔ قرآن اس سلسلے میں ارشاد فرماتا ہے۔ "وان کنتم فی ...... والحجارة "۔[۶] یعنی ہم نے اپنے بندہ پر جو کچھ نازل کیا ہے اگر تمھیں اس سلسلے میں کوئی شک و شبہ ہے تو تم اس طرح کی ایک سورہ ہی لے آؤ۔ اور اپنے غیر خدا شریکوں اور ساتھیوں کو بھی بلا لو اگر تم سچ بولنے والے ہو۔ اور اگر تم ایسا نہ کر سکے، جب کہ ایسا ہر گز نہ کر سکو گے، تو پھر اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔

ب۔ شیوۂ تبلیغ:- تبلیغ کو موثر اور کار آمد بنانے میں شیوۂ تبلیغ کا اہم رول ہوتا ہے۔ تبلیغ کی کار سازی کا اہم ترین راز اس کا مخصوص و پسندیدہ طریقہ ہے۔ یہی وجہ ہے تبلیغی ادارے تبلیغ کی عمدہ اور موثر راہ روش کے انتخاب کے سلسلے میں کافی سرمایہ لگاتے ہیں۔

مذہبی تبلیغ کا بہترین طریقہ و شیوہ در حقیقت پیغمبر اکرم کا شیوۂ تبلیغ ہے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے نہج البلاغہ میں پیغمبر کے شیوۂ تبلیغ کے سلسلے میں متعدد باتیں بیان فرمائی ہیں جن میں سے بعض چیزیں بطور نمونہ ملاحظہ ہوں۔

تبلیغ میں پختگی:- امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ "فبالغ فی ...... الحسنة "۔ یعنی پیغمبرؐ نے نصیحت و تبلیغ کے دوران پختگی اور کمال کی بھرپور پیروی کی، راہ راست پر گامزن رہے اور حکمت و نیک نصیحتوں کی طرف لوگوں کو مدعو کرتے رہے۔[۷]

شیوۂ تبلیغ میں پختگی و کمال کا مطلب ہے کہ جس شخص کو خطاب کیا گیا ہے اس کے سن و سال، ماحول کی موزونیت اور اس کی زمانی و مکانی صورتحال پر پوری نگاہ رکھی جائے۔ پیغمبر اپنی تبلیغ کے دوران

ان خصوصیات کا پورا خیال رکھتے تھے اور ایسی کسی چیز کو نظر انداز نہیں ہونے دیتے تھے جو اس کی تاثیر و پختگی میں کام آنے والی ہوتی تھی۔

تبلیغ کے ابتدائی مرحلہ میں پیغمبر اکرمؐ نے سب سے پہلے اپنے عزیزوں اور گھر والوں کے درمیان تبلیغ شروع کی۔ جب قرآن مجید کی یہ آیۂ مبارکہ نازل ہوئی۔ "وانذر عشیر تک الاقربین"۔۸ یعنی اور اپنے قریبی عزیزوں و رشتہ داروں کو ڈراؤ۔ پیغمبر نے قریش کو عمومی اور خصوصی دونوں طریقوں سے خداوند عالم کی طرف دعوت دی۔ پیغمبر نے ارشاد فرمایا "اے قریش والو! خود کو آگ سے بچاؤ کیونکہ تمہارا کوئی بھی فائدہ یا نقصان میرے اختیار میں نہیں ہے۔ اے کعب بن لوی کی اولادو! خود کو آگ سے نجات دو کیونکہ تمہارا کوئی بھی فائدہ و نقصان، میرے اختیار میں نہیں ہے۔ اے اولاد عبد المطلب! خود کو آگ سے محفوظ رکھو۔ تمہارا کوئی بھی فائدہ و نقصان میرے اختیار میں نہیں ہے۔ اے محمدؐ کی بیٹی فاطمہؑ! خود کو آگ سے دور رکھو۔ تمہارا کوئی فائدہ و نقصان میرے اختیار میں نہیں ہے۔۹

براء بن عازب کہتا ہے کہ جب پیغمبر پر یہ آیۂ مبارکہ نازل ہوئی تو آپ نے عبد المطلب کی اولاد کو، جن کی تعداد ۴۰ افراد پر مشتمل تھی، ایک دعوت پر مدعو کیا اور حضرت علی علیہ السلام سے فرمائش کی کہ مہمانوں کے کھانے کے لئے دنبہ کی ران اور کاسۂ شیر کا اہتمام کریں۔ اس طرح پیغمبرؐ نے تمام لوگوں کی میزبانی کے فرائض انجام دیئے اور ان لوگوں نے شکم سیر ہو کر کھایا۔

ابو لہب نے کہا کہ "یہ اس شخص کا جادو ہے:

پیغمبر نے کوئی جواب نہ دیا۔ دوسرے دن پھر ان لوگوں کو مدعو کیا اور پہلے کی طرح دوبارہ ان لوگوں کی میزبانی وپذیرائی کی۔ اس کے بعد ان لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔ اے اولاد عبد المطلب! میں خداوند عالم کی طرف سے آیا ہوں تاکہ تم لوگوں کو ان مہلک خطروں سے ڈراؤں اور آگاہ کروں جن سے تم روبرو ہونے والے ہو۔ اسلام قبول کرتے ہوئے میری اطاعت و فرمانبرداری کرو تاکہ تمہیں ہدایت حاصل ہو جائے۔ اس کے بعد فرمایا۔ "تم لوگوں میں سے کوئی میرا بھائی، وزیر، ولی، وصی، جانشین اور میرے دین کو ادا کرنے والا ہوگا۔"؟ حضرت علی بن ابیطالبؑ کے علاوہ تمام لوگ خاموش رہے۔ پیغمبر نے اپنا یہ مطالبہ تین مرتبہ دہرایا۔ اور ہر بار حضرت علیؑ نے کھڑے ہو کر پیغمبر کی

آواز پر لبیک کہا۔ تیسری بار پیغمبر اکرمؐ نے ان سے کہا کہ یا علی! یقیناً تم ہو۔"

پس باقی تمام لوگ چلے گئے۔ جاتے وقت وہ لوگ ابو طالب سے یہ کہتے جارہے تھے۔"اب تم اپنے بیٹے کی اطاعت کرو جس کو امیر بنادیا گیا"۔۱۰

حکمت و پند نیک کی دعوت:

حکمت اور نیک نصیحت کی طرف دعوت دینا پیغمبر کی تبلیغی راہ و روش کا اٹوٹ حصہ رہا ہے جس کی طرف نہج البلاغہ میں اشارہ کیا گیا ہے کہ آنحضرت کو اس کام کے لیے مقرر کیا گیا ہے۔ قرآن مجید پیغمبر کو حکم دیتے ہوئے کہتا ہے۔ أدع الی سبیل ربك بالحكمة وَالمؤعظةِ الحسنة وجادلهم بالّتی هی احسن۔" یعنی مدعو کرو لوگوں کو اپنے پروردگار کے راستے کی طرف حکمت اور پند نیک کے ساتھ اور بہترین چیز سے ان لوگوں کے ساتھ جدال کرو۔"

راغب اصفہانی کا بیان ہے کہ کائنات اور اس کی آفرینش کی مکمل اور بادقت شناخت ہی حکمت خداوندی ہے اور انسان کی حکمت کا مطلب ہے مخلوقات کی شناخت اور نیک کام انجام دینا۔۱۲

علامہ طباطبائی کہتے ہیں کہ حکمت کے معنی و مفہوم کے سلسلے میں یہ تعریف پیش کی گئی ہے کہ ایسی دلیل جو حق کی رہنمائی کردے۔ وہ حق جس میں کوئی کمی نہ ہو اور جس کی تردید بھی ناممکن ہو۔ موعظہ اس کلام کو کہتے ہیں جو دل کو نرم و رقیق بنادیتا ہے۔ یہ مخاطب کے موقف و مصالح کو پوری طرح واضح کردیتا ہے۔ اس کے ذیل میں نیک افراد اور پسندیدہ اعمال و افعال کی تعریف بھی کی جاتی ہے۔ پیغمبر اکرمؐ اپنی تبلیغ میں ہر طرح کی حکمت کا استعمال کیا کرتے تھے تاکہ لوگوں کو خداوند عالم کی طرف دعوت دے سکیں۔ وہ کبھی موعظہ حسنہ کے ذریعہ لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دیا کرتے تھے اور کبھی بحث و مباحثہ کے ذریعہ لوگوں کو دعوت الٰہی کی طرف متوجہ کیا کرتے تھے۔ لیکن وہ کس جگہ پر کونسی راہ و روش اختیار کرتے تھے اس کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا ہے۔ کبھی کبھی تو وہ تبلیغ دین کے لئے ہر ممکن راہ و روش کے انتخاب میں ہچکچاہٹ نہیں محسوس کرتے تھے اور بوقت ضرورت وہ ہر ممکن ترکیب و حکمت کا استعمال کیا کرتے تھے۔۱۳

نہج البلاغہ میں منقول حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے قول سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ تبلیغ اسی وقت اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرتی ہے جب اس کا سرچشمہ علم ہو۔ اس کے علاوہ زمان و مکان اور مخاطب کے حالات وغیرہ تبلیغ کی تاثیر میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں تبلیغ کا تبلیغاتی آلات و وسائل سے ہم آہنگ ہونا بھی بہت موثر ہوا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ تبلیغ کا حکمت اور موعظۂ حسنہ کی بنیاد پر قائم ہونا لازمی ہے اور اس میں جھوٹ و تہمت ہرگز نہ ہونی چاہئے۔ قرآنی مکتب فکر کے بموجب جھوٹ، مکروفریب اور دوگلے پن کا تبلیغ میں قطعی گزر نہیں ہے چاہے اس میں جھوٹی اور ظاہری کامیابی ہی کیوں نہ دکھائی دیتی ہو۔ قرآن جس تبلیغ کی سفارش وہدایت کرتا ہے اس میں جھوٹ اور مکروفریب کا قطعی کوئی گزر نہیں ہے اور ان چیزوں سے قطعی دوری و علحدگی اختیار کرنے کی تاکید کی گئی ہے چاہے اس علیحدگی کی وجہ سے شکست ہی کیوں نہ حاصل ہو جائے۔

پیغمبر اکرمؐ نے اپنی تبلیغی راہ وروش میں جھوٹ اور مکروفریب سے پرہیز کیا۔ بعثت کے ابتدائی دور میں انھیں لوگوں کی حمایت کی سخت ضرورت تھی۔ قبیلۂ بنی عامر کا سردار پیغمبر اکرمؐ کی گفتگو سے غیر معمولی طور پر متاثر تھا۔ چنانچہ ایک روز وہ پیغمبر کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ اگر آپ یہ قبول کرلیں کہ آپ کے بعد آپ کی خلافت و جانشینی قبیلہ بنی عامر کے حوالے ہوگی تو ہم لوگ اسلام قبول کرنے کے لیے آمادہ ہیں ہمارے قبیلے میں ہزار بہادر جوان اور مختلف النوع جنگی ساز و سامان موجود ہے جو ہم لوگ آپ کے حوالے کردیں گے۔ پیغمبر اکرمؐ نے قبیلہ بنی عامر کے سردار کی یہ تجویز قبول نہیں۔ [۱۴]

(باقی آئندہ)

حوالے :

۱۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱، ۴۴

۲۔ بہج الصباغۃ، ج ۲، ۱۴۶

۳۔ طبرسی، احتجاج طبرسی، ۲۲

۴۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۲، ۴۶

۵۔سورہ بقرہ۔۲۵۶
۶۔سورہ بقرہ۔۲۳و۲۴
۷۔نہج البلاغہ، خطبہ،۹۵،۱۴۰
۸۔شعراء،۲۱۴۔طباطبائی۔
۹۔ تفسیر المیزان،ج۱۵،۳۳۳
۱۰۔طباطبائی، تفسیر المیزان،ج۱۵،۳۳۵
۱۱۔سورہ نحل۔۱۲۵
۱۲۔راغب، مفردات،واژہ حکم
۱۳۔طباطبائی، تفسیر المیزان،ج۱۵،۳۷۲
۱۴۔طبری، تاریخ طبری،ج۳،۲۱۵